REGISTERED NO. A. 785



منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صاحب سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی [illegible] سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ مانگنے والوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپکے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چہ ہفتہ کے اندر ہی تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ اختیار شما بسلامت۔ جبکہ پرچہ ایک مشہور و یگانہ ہے تو اس کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان صفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں کافور ہو جاتا ہے لیکن یہ شکایت ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے ورق [illegible] زیادہ منیجر خود نہیں بھیج سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عدم اشتعال نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور بد دستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی مسلک کی پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تحقیر ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

وہ حضرات خریداران انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جوکہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ — مضامین — نمبر ۳۵

۲۲ستمبر ۱۹۲۸ء

مشتاق آرا بیگم بجواب مس حجابی

(تسلسل ۱۵ستمبر ۱۹۲۸ء)

مرزا۔ تم نے غنا کی حکایت بیان کی کہ اس کا دوسرا نکاح اسکی رضامندی سے نہیں ہوا یعنی خود اسنے نکاح کی ہاں نہیں بھری تھی باپ نے کسی کو کر اُسے منا دیا اور نبیؐ نے اس نکاح کو فسخ کرا دیا۔ نبیؐ کے حکم جاری کی نص اپنی جگہ پر برقرار ہے ہیں انھیں فقیہوں کی کتابوں میں جن کو تم بُرا کہتے ہو یہ حکم آج بھی موجود ہے۔ نکاح عورت اور مرد کی منظوری کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر ایسی ہوائی ہے جن کم سن بچوں کا نکاح کر دیتے ہیں۔ انھیں شرع نے اجازت دی ہے کہ جوان ہونے پر دونوں کی میزان نہ ہے تو منسوخ ہو جائیں۔ لگے ہاتھوں اُن ایسے پیسے مولویوں کا نام بھی لے دو جنھوں نے اس بیاہوں کے خلاف حکم دیا ہو۔ اس حکایت کے بعد تم اسکی شکایت کرتے ہو کہ جس سے ہم شادی کرنا چاہتے ہیں اُسکی صورت نہیں دیکھ سکتے۔ یہ شکایت بیجا ہے جیسا کہ میں پہلے کہہ چکی شدید ضرورت چہرہ دیکھنے کی ہو تو کوئی روک نہیں اور آجکل تو چہرہ سنا ساتا ہے شکل دیکھی جا سکتی ہے۔ چار آنے میں فوٹو کھنچتی ہے۔ مولوی لوگ ذی روح تصویر کے بارے میں جتنی چاہے قیل و قال کریں مگر صاف صاف کسی جگہ نہیں آئی ہیں حدیثیں کہ ہاتھ سے رنگ بھر کر جو اصل تصویر آتی ہے یا ریل ڈول رکھنے والی صورت۔ حدیث میں جہاں تک ممانعت تصویر بنانے کی موجود ہے وہ سب پوجنے کی نیت سے جو تصویر بنائی جائے اسکے متعلق ہے۔ مرزا صاحب! نیت پر تمام اعمال کا دارومدار ہے۔ نیت بخیر ہو تو بُری بات پر بھی کوئی

کسی کو نام نہیں رکھتا۔

اسکے بعد تم حجاب کی وضع کی طرف چلے گئے دکھ اتنا چاہتے ہو کہ عورتیں اپنی ضروریات کے موافق چہرہ اور منہ کھول سکیں لوگوں سے قطعی پردہ نہ کریں اپنا پہلا شعار یعنی حجاب کی خاطر وہ وضع اختیار کریں۔ یہ نہیں کہ گھنٹی کی طرح اگر [illegible] جو کبھی اسلام میں [illegible]

مرزا۔ تمہارے چاہنے میں اور شرع کی حیثیت میں بہت فرق ہے عورت اپنی ضروریات کے موافق چہرہ اور منہ نہیں کھول سکتی۔ شرعی ضروریات اور مصلحت کے مطابق چہرہ اور منہ کھول سکتی ہے۔ ایسی ضرورت ہے با ایں کہ [illegible] چہرہ اور منہ کھولتی ہیں۔ بہو بیٹیاں شرعی ضرورت کو مقدم رکھتی ہیں جس حال پر شرع منہ کھولنے کی اجازت دیتی ہے وہاں کون ایسا ہے کسی کو الزام دے سکتا ہے۔ اور الزام دے تو دیا کرے مثل مشہور ہے شرع میں شرم کیا ہے کی۔ تم کیوں ہوتے ہو شرع کے خلاف لوگوں سے پردہ نہ کرنے کا حکم دینے والے؟ کیا تمام لوگوں کی شرافت کرنے کا ٹھیکہ تم نے لیا ہے؟ یا ذکر جب تشریف لانا ہوتے ہیں یا ذکر کرتے ہیں انسان آدمیت سے خارج ہو جاتا ہے کہ ادھر لڑکی کی نظر ادھر مردوں سے ملنے کی چٹ بن کے اڑ گئی۔ جو یہی ہے تو یہی بات بھلا کوئی شخص لڑکی کا پیشہ کیوں اختیار کرے گا بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان۔ ارے تمہاری غیرت کہاں اُڑ گئی عرب کے عیش پرست اور شکم پرور بادشاہوں کی علمداروں کے سانچے میں تم شرع کو ڈھالنا چاہتے ہو؟ بڑے بیباک ہو۔ رہی مہمان نوازی تو وہ شرعی پردہ برقرار رہنے پر بھی اچھی طرح ممکن ہے۔ خود تم ہی نے جو حدیث بیان کی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہمان کی خاطر تواضع کرنی چاہیے۔ بڑے بات کے دھنی ہو تو اس حدیث ہی میں دکھاؤ کہ ام الرضی نے کھانے اور پینے کی چیزیں جب مہمان کے سامنے رسول کے حکم سے حاضر کیں ان کا چہرہ اور منہ کھلا ہوا تھا۔ یا تو یہ تم ہو جو حافظ اللہ [illegible] آئے ہوئے مہمان سے چار چار بڑی باتیں بھی کرتی نہیں۔

مرزا۔ شرع نے عورتوں کو تنہا کی صورت نہیں بتایا ہے نہ فقیہوں کا یہ قول ہے فضول بہتان ہے۔ کیا مہمان کی خاطر تواضع اسی طرح ہو سکتی ہے کہ جب تک سر جھاڑ منہ پہاڑ عورت مہمان کے سامنے نہ آئے اُسوقت تک مہمانی کا حق ادا نہیں ہو سکتا؟ ایک طرف مہمان صاحب کھانے پر بیٹھے کھائیں دوسری طرف میزبان کی جورو کے سیب کے سے گال دیکھ کے ذائقہ بدلیں۔ میزبان کی بیسری سے منہ میٹھا کریں۔ توبہ کریں۔ خدا کی مار ایسے مہمان موئے پہ اور ایسے مہمان کو بلانے والی گھڑی کی صورت اسپر میرے منہ کے برابر بجلی گرے۔ اسکے پیچھے کتا نہ ہیں۔ میزبان کی صحت سلامتی کا خیال یا سیرت کی ڈالی نہیں ہے کہ کھانے کے ساتھ اسکی صورت بھی ہو۔

ایک بھولی بی کا قصہ نزار نقاشیہ میں لکھا ہے کہ انکے میاں نے اپنے گھر دوست کی دعوت کی بی بی نے کھانا پکایا دسترخوان بچھایا اتفاق کی بات کہ نقاب کا اتارنا [illegible] تھا کُل ہوا مہمان صاحب کبھی کھانے کو دیکھتے کبھی کھیری مونھوں کو۔ کھانے پینے کے بعد میاں لگے کسی کام کو۔ مہمان صاحب کو بھی چین نہ تھا اب کچھ اور سوجھی۔ بی بی کے پیٹ میں روٹیاں اُدھر جہاں نہ ٹھیریں نہ رہتیں۔ [illegible]

چاہیے تھا۔ ابھی دونوں جوڑا کا ہے کو پہنے ہوئے تھے دہلی جنتری دیکھی کہ بیان درسا سول کی علامت ہوگئی آگئے۔ وہاں سے کچھ ہی اچھے ہوگئے جیسے سیل کی روشنی سے سانپ۔ بیرے سے ہم پوچھنے لگے بی بی وہ کیا؟ بی بی فرمانے لگیں اے میاں یہی تمھاری محبت ہے۔ اول تو مہمان کی تواضع کرنا عین اور سنت۔ خاطر شکنی حرام۔ دوسرے یہ کہ جب تم چلے گئے تو مہمان نے کہا تمھاری جان کی قسم۔

صاحب خانہ: مرد کا جو کر دی؟

خادم: مسند و ہم دونوں نے تو قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر۔ متقی اور تقاب کے ہوتے تو وہ حال ہو جیسے معاملہ بالکل بے تکلف ہو جائے تو کیا ہو۔ ہم مہمان صاحب اپنی تواضع کے سامان کی فہرست میں گھر کی بی بی کو داخل سمجھیں گے اور گھر کے اندر جا کر بی بی کے دھوکے میں سامان بیچوا کا تحفہ ہوں گے۔ مہمان اور نوکر کیسے ساتھ جنوں کی ہوس پوری کر گئی۔

کھلے بالی کی باد دولی نے پیوست ہو گئی تھی کہ آپ ہی ہاتھ کو دل بہلا دیا ہے ہم جو کو ساتھ لئے پہرا جاتا ہم اور دونوں ہو خوشی لگے تھے محل کھڑے ہوئے کچھ دور تک تھے کہ دور سے خیمہ کے سیاہ تختے دکھائی دیے جب خیمہ کے قریب پہنچے تو خیمہ کے دروازے پر ایک پری وش گل دکھائی دی۔ قضا را ہوا کا جھونکا آیا اور آنکھ کے کے کھڑے ہوئے نقاب کا پردہ گیا۔ دل پر بجلی گری اور ہوش و صبر سب کچھ جاتا رہا گرگئی۔ ارے اس نگاہ کا ایسا تیر چلا جس کے جی میں لگی تو پھر دم بھر بھی نہ آتا۔ شمہ۔ وہی نرگسی نگاہ جس کا آزار جنوں بیمار کو ہو وہ شفا پا سکے نہ ہمارا ہی نہ بچے ہے پیاس سے جان ہی رہ جاتی ہیں کہ کوئی بستی چلے جائیں۔ مہمان ہیں کے دیدار کی طلب اور نشاط سے خدا سے بے سہارا جیسے ہی بڑھ کے خالی تختے ہو خوش سے لگایا۔ پانی کا اشارہ کیا وہ خیمہ سے پانی لائی۔ پیاس تو نہ تھی اس جوان کی پیاس بجھائی۔ کچھ پانی پیا کچھ ہاتھوں پر بہایا اور ساقی کے آگے میں سفارش کی کہ بندۂ خدا بھی عنایت کا امید وار ہے۔ وہ دو لیلیٰ پانی دے کے خیمہ کے اندر گئی یہاں چنچل اپنے بڑا ہی سنکا کوئی بہانہ ملا تو پھر اس گلستان کی سیر کرتے۔ نقاب



"دیوار گوش دارد"

صدر: یار و جناؤ تم صدر ہوں یا قیدی؟

آواز غیب: اے دارین صدر! دانستہ نادانی آموں گفت قیدی آئے صدارت پناہ

اے سے جان کی قسم اور مرے پیارے میاں کی جان کی قسم دے کے کہا کہ ذرا دیر کے لیے میرے پاس بیٹھ رہو تمھیں گھر کیا ہے تمھاری جان کی قسم تھی مہمان کا کیا مناسب تھی؟ بھلا مجھ سے کیسے گھر چلے جانا۔

مرد۔ کسی مسلمان مہمان کے واسطے ایسی خواہش کا دور پہنچا کر میاں خاطر داری کریں باہر۔ اور بی بی دلداری کریں گھر کے اندر۔ بالکل شرع کے خلاف ہے۔ مہمان جانے پہچانے ہوتے ہیں اجنبی بھی بڑے سے ملیں ہوتے ہیں پہلے بھی۔ بیبی نوکروں کا حال ہے ہیں عرب اور عجم کی حکایتیں اکثر سنی سنائی ہیں کہ مسلمانوں کی آفت ہو جائے عرب اور عجم میں برقع کا رواج ہے نوکر جب گھر میں آتا ہے آواز اللہ کہتا ہے بی بیاں منہ پر نقاب ڈال لیتی ہیں۔ وہ کام کاج کر کے چلا جاتا ہے۔

اب کوئی آتا ہے۔ ایک دیہاتی تاجر شب کو زردی کا بچہ اٹھا کے باہر جانے لگے ڈیوڑھی میں تھا اندھیرا۔ کسی نے چوں کہا وہ مہمان آکر سے آ دبوچا اور چٹاچٹ چٹاچٹ دو تین پیار کر لیے۔ صاحب خانہ گھبرائے۔ پیار کرنے والے کے منہ میں بھی مونچھیں تھیں۔ وہ بھی پیچھے ہٹا۔

صاحب خانہ: مرد کا کیسی؟

شخص: آقا جو عورت آقا جان! اسم شاد و مر وہ

کیا تم نے ابرو میں اشارہ کا حال نہیں سنا جیسے بارون رشید کا شکر چڑھا تھا وہ تھا سیہ سالار خود ہی اپنا حال بیان کرتا ہے کہ میں اپنی تربیت فضل بن ربیع کی ہمراہی میں سیر کرنے چلا جنگل کی فصل تھی جنگل میں جا بجا سبزی لگی ہوئی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتی

تھی جب مقام پر آرام پر پہنچا تو ایک سے ...

لا الٰہ سبحان اللہ شاہ کی خدا دلی اسرار وارث دیکھے آنکھوں میں سرسوں پھولی کالے کالے بادلوں نے

سرکتا اور جانا رہتا۔ جب وہ باہر آئی تو میرے ہمراہی نے برقع کی بابت یہ شعر پڑھا ۔

اللہ بارک اللعی متنقب

فلا بارک اللہ فی البرقع

خدا نے پوشاک میں جب برکت عنایت کی تو برقع کو نہیں برکت ہو۔ عورت تھی ذہین کہ الٰہ چالاک مطلب سمجھ گئی پانی لانا اچھے نے یہ خبر کے خوش خلق نے بھی لب پر کچھ اشعار تھے جس کا خلاصہ

ہو جاتے ہیں [illegible] دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ
ہی عجب طرح کا [illegible] آتا ہے [illegible]
ہو جاتے ہیں کہ [illegible] کے [illegible]
کھو دیا ہے آنکھیں [illegible] بالی بیٹھ جاتے ہیں
اور ہر قسم کی مذمت اسی طرح کر جاتے ہیں جیسے
[illegible] حال [illegible] میں [illegible] عیب نکالتے ہیں
ابو نواس مشہور شاعر ہے میزبان کی خبر لی
[illegible] ایک صحبت میں
[illegible] مسکرائی اور کہنے لگی اس سے [illegible]
نہیں معلوم ہوش میں آ کر [illegible]
اپنا حال دیکھ لیا آج سے ہر قسم کی مذمت نہ کرنا
مطلب یہ تھا کہ ہر قسم تمہارے [illegible]
کے بیان کا بھی [illegible] آپس میں [illegible]
[illegible] ابو نواس [illegible]
[illegible] گفتگو [illegible]
اسی [illegible] ایک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

جس کا ترجمہ ایک شعر دو شاعر یوں کرتا ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کر چلنا چاہو یہاں سے رخصت ہو جانا پڑتا
ابو نواس کہتا ہے کہ خدا کی قسم مجھ کو کوئی
[illegible] دوستوں سے بھی [illegible]
نہیں کی جس کا اشتیاق مجھے [illegible]
[illegible] اس صورت کے اشتیاق میں
[illegible]
[illegible] نے دیکھا [illegible]
[illegible]
دل کی [illegible] ہم سفر کے ساتھ ہم
سیر کو نکلے [illegible] ایک نہیں
[illegible] ایک ہی [illegible]
کیا تھا [illegible]

[ناتمام]

محض واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک علاوہ [illegible] ہوا بھی [illegible] کے
واسطے فخر کی بات تھی۔ [illegible] باغ کی کیاں
[illegible] کے [illegible] بھر رہی تھیں۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

مجھ کو [illegible] جیسی اور [illegible]
[illegible] کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

گھر کا پردہ

[illegible]

[illegible]

نوٹس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خاموش کر دیا جاتا ہے ہر کس و ناکس فصاحت
بگھارتا ہوا ہے۔ وہ گفتگو کر کے انہیں اور یہ
فاضل صاحب واقعی تم تو زمانے میں شیطان کی طرح
مشہور ہو چلے اپنی مشرق کی شان میں کوئی قصیدہ
کہا ہو تو سناؤ۔ یہاں رہ ہی کیا گیا تھا۔ بندہ نے
جھوم جھوم کے پانچ شعر پڑھے۔ خوب داد واہ واہ ملی
سلسلہ بیٹھا یا کہ ایران کی پانچوں سے اعلیٰ شاد
کرو اس شعر کو فرقی کی قید سے آزاد کر کے اس سے ہم
پھر وہ کہاں کس سے ہوا آخر تو یہ بتا دیجئے
کہ جس کے نام کی دھوم مچی ہے وہی پہل کرے۔ جنت کا
سارا عروج یہ تھا ایک نمبر وہیں بحث ہو رہی ہے
وصال پر تو وہ تو کھلا سامنے تھے کے ایک پہاڑ تھا
پہاڑ میں ایک غار تھا وہی غار خلوت کے پیچھے
جا کر دیکھا اور سنگ مرمر کے بہانے مجھے غار کے دہانے
تک لے جا کے بیچ بلندی میں خلا میں تھا کہ چشم فلک
بہا نظر آیا پہلی آنکھیں ایک کالا دھیر دیر
دھیلی نکلا اور وہ ظاہر ہوا سنتے ہی تانتے
خلوت کا شبہ ہوا بند چلا آیا وہ دیکھے مقصد میں
جا کر بھلی نہ تھی فریاد کی آواز بند ہے کے زینے
نے سنی وہ بولا آیا جیسے کہ اس تو بڑی بیکل دیا
کے پیچھے سے چلا آیا۔ جان بھی پیٹ میں دم سمایا۔
بندہ سر پر پاؤں رکھ کے بھاگا۔
آہ جیسے کھٹکے کی آواز تھی جب خیر نہ تھی۔ میں
کہ بندہ پر اندر رکھے اپنے رفیق کے ساتھ گھٹ گھٹ چلا
جا رہا تھا۔ شکر ہے کسی نے پیچھا نہ کیا۔
دیکھ مرزا یہ سادہ بیچنے والا ہر کام یا بدکار معلوم
ہوتا ہے کہ حال ہے۔ ہم ہو بیٹیاں ایسے لوگوں کے
لیے جنتیوں کا رسالہ کہاں سے لائیں جو دلی
بدکاری اور بدبختی کا معقول جواب دیں۔ تم
غریب بیگی بدگوں کو ایسی ہی ترکیبیں جانتا ہو
واللہ غلط کرتے ہو۔ باقی آئندہ

راقم

ابو الضبین

مولانا پنچ کا پوسٹ بیگ

(۱)

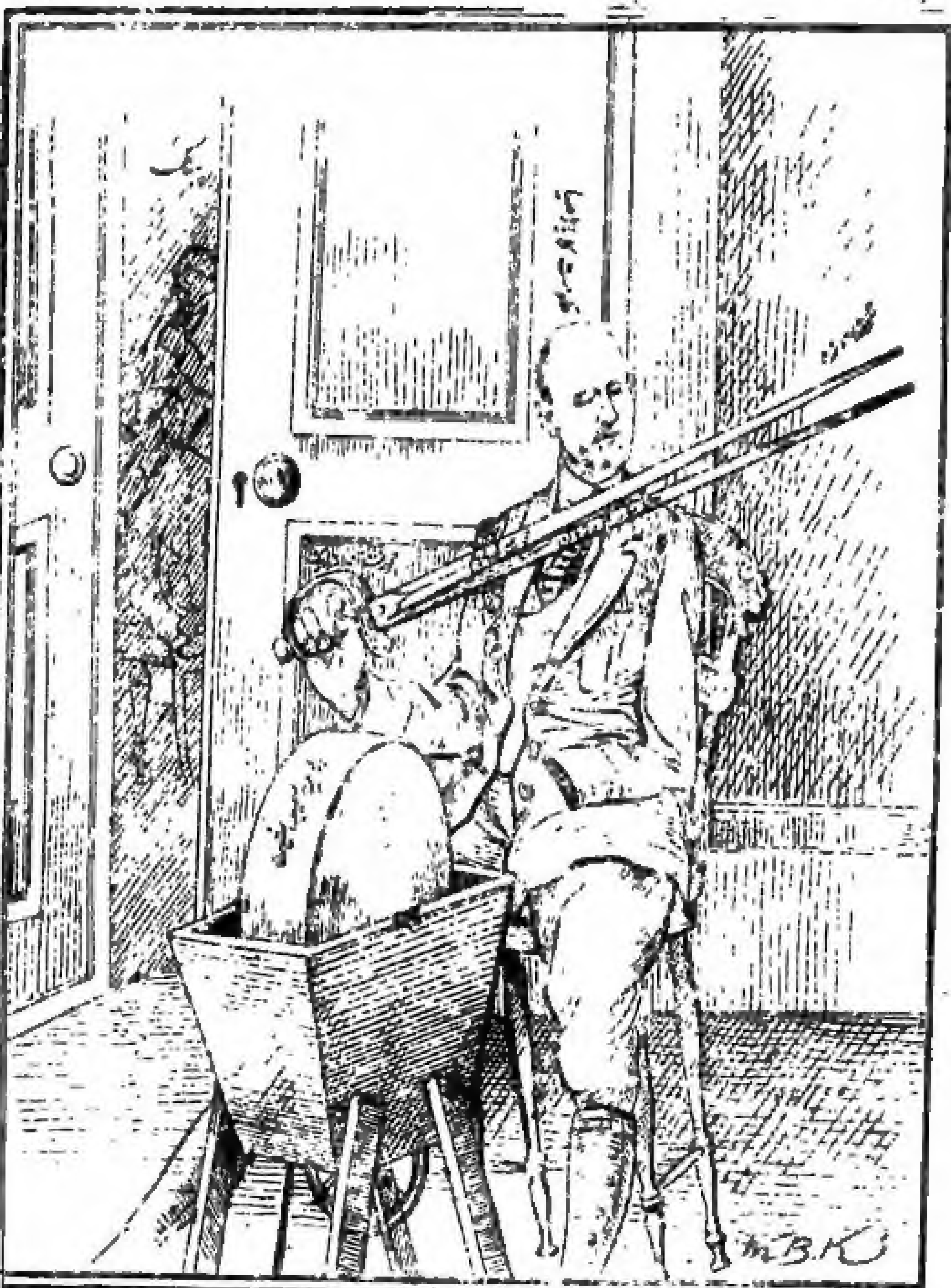
قانون تحفظ بے ایمانی

مولانا پنچ! ہماری سرکار بھی کچھ بیل ہی سی ہے
جب دیکھو ایک نئے قانون کا انڈا سیے رہتی ہے؟
پھر یہ بھی نہیں کہ ملک پہلے ہوں تو انڈے سے بچہ
بھی نکلے یہ چیوں چیوں کرتا نکلے جلدی کا تقاضا
بجلی گرے پچھے دنوں انگلستان والوں نے پرانی ہے
اور پچھلا تو لاقانونیت کا نتیجہ نکلتا ہے۔ نے بھلا کیا
ہندوستان کا انسان اور دیگر قوانین کے کمیونسٹ
ہندوستان کا جو بھی کام کا کہا جاتا ہے وہ
کیوں اپنی جگہ میں پارٹی لانے کے لیے بنا ہے
میں کمیونزم کا بیج بویا جیسا کہ جس کا تجربہ بھی ہوا
کا خوب ہوا۔ ست گرا لوگوں کی صدا سے بے ہنگام سے
پھٹ جائے۔ وہ خوب واقف ہیں کہ ہندوستان
میں کمیونزم کے بار سنبھالنے کا تقاضا بالکل نہیں
اگر کہ روگ ایسے ہی بھی جگہ دماغ میں یہ خبط
سما گیا ہے تو آگ وہی مثل ہے کہ بلی کو چھیچھڑوں میں
خواب دیکھیں طلوں کا۔
گزشتہ ماہ اگست کا ذکر ہے کہ کمیونسٹ فرینڈ
ماسکو میں مسٹر گلسی نن نے علانیہ تقریر کی ترنگ میں
ہانک لگائی کہ ہندوستان میں ایک وسیع آزاد
اور مضبوط کمیونسٹ پارٹی کی تشکیل لازمی ہے"
بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا کہ مسٹر گلسی نن غریب
ہندوستانیوں کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ لیکن
چھوٹے ہی دہ ان پارٹی نے آپ دہریوں کی
داستانیں سنا یا ساتھ ہی کی وکالت کے خوب کیا کیا گرو
کرو ہیں؟ حضرت اس بار کا ہندوستان لیکن یہاں
حضرت نے سونی چیزیں بنا کیں۔ حکومت ہند
نے یہ معنوی اولاد سے بھٹ پڑے جھٹ پٹ
جھنجھلا کے صدا دی جیسا کہ یہ تحفظ عوام"
بھی عقل بیں اگر ان لوگوں کا یہ تقاضا ہوتا کہ
کمیونزم ہمارا یورپ کے واسطے ایڈ ہے
اسی طرح ہندوستان کے لیے بھی یا یہ ہندوستان
بھاگ رہا ہے اور اس کی حالت دیکھ کے بچے
حضرت کو انگریز طرح کی فکر ہی اگر سکی جی میں
اور شہر سے یہ سلیقے کی جگہ ایک خالہ جوگی جاتی ہے
اور یہ سامنے زبان سے نکل ہوتا ہے کہ دوسرا
دیکھئے ہمیں تو ہندوستان خوشحال پیٹ بھرا ہوا
نظر آتا ہے مگر کسی آدمی کا حساب لگا لیجئے
تو سوا سو بیس سال میں ایک ہندوستانی کی
آمدنی بہ نسبت ایک جاپانی کے تہائی ہے نسبت
جرمنی کے ۱/۸ اور بالمقابل ایک برطانوی صاحب
کے علم ہے۔ تو یہاں یہ پہرا کر گیا اسی طرح
اس کے صاحب خانہ کر جگہ دیکھا ہے؟ وہ عین کیا
کیا خوب اتنی دور سے بیچے بیٹھے قانون بنا دیا۔
قسم ہے مجھ کو جان کی تمہاری ہوشیاری کا
جواب نہیں۔
سنتے ہیں کہ قانون تحفظ عوام ایک منتخب کمیٹی کے
سپرد کیا گیا ہے مگر یہ ہوا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ
سرکاری قانون ساز جب اس کو بہ یہ ہے کر میل
میں دوبارہ کے لائے تو وہ موجود تھا لوگوں سے

نوٹس نسبت دکھانے وجہ کے (نمونہ عام)
بعدالت جناب منصفی مرزا شمیم بیگ صاحب بہادر منصف صاحب بہادر لکھنؤ
(مقدمہ نمبر ۳۰ سنہ ۱۹۳۵ء)
مسماۃ کنیز فاطمہ بیگم وغیرہ — قمر جہاں بیگم وغیرہ
بنام
مسماۃ رفیق النساء بیگم ...... مدعا علیہم
مسماۃ عفت آراء بیگم بنت سید امیر حسن ساکن محلہ
نام گولہ گنج شہر لکھنؤ ..... مدعا علیہا
ہرگاہ مسماۃ کنیز فاطمہ بیگم وغیرہ مدعیان نے دعویٰ
اس عدالت میں کیا ہے کہ تقسیم ترکہ حسب آمدنی
کا ہو مقدمہ بطور یکطرفہ صادر کیا جاوے
لہٰذا اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً یا بذریعہ کسی
وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ساڑھے
تاریخ ۲۰ ماہ اکتوبر ۱۹۳۵ء اس عدالت میں حاضر
ہو کر وجوہات کے خلاف وجہ دکھاؤ کہ سوال مذکور
کیوں منظور نہ کیا جائے ورنہ تمہاری غیر حاضری میں سماعت
کی جائے گی۔
آج تاریخ ۲۰ ماہ ستمبر ۱۹۳۵ء کو میرے دستخط اور مہر عدالت
سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم منصف لکھنؤ

وقت ملاحظہ ہو جو خواجہ بھی گنج آزاد لکھنؤ سے ملا ہو یہ بیگ



ذہرم

(بیت بازی)

[illegible]

[illegible]


THE RIYASAT DELHI
ریاست دہلی
The Best Illustrated Urdu Weekly

پوچھا کیوں روتا ہے۔ ہماری آنکھیں دُکھتی ہیں
جس سے معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک [illegible] نہیں
نکالی۔ اور حکومت کی دعا اور منافقہ کا شکریہ ادا کیا
ہے۔ [illegible] آنکھوں نے [illegible] کو دیکھا
ٹھیک ہی [illegible] تھوڑی سی [illegible]
[illegible]
[illegible]
اب تو بیچارے آنکھیں پھر ہری ہو گئی ہیں ممکن ہے
کہ اب گورنر آنکھوں کے حق میں یہ نسخہ مجرب ہوا [illegible]
آنکھوں کے حق میں [illegible] لیکن یہ بات [illegible]
باہر ہے گی کہ حکومت کب تک تالی حاضری کا
حق شاعری ادا کرے گی [illegible]
تالی حاضری" اور جب حکومت کو [illegible] کونسل کی
تیرے بابا کی حاضری تیری ماں کی حاضری تیری
بہنا کی حاضری۔ تیرے [illegible] کی حاضری
[illegible] کہیں گے۔ [illegible]
اور جب حکومت [illegible] قانون کا ڈھیلا [illegible]
[illegible]
پیچھے دوڑے گی۔ اس سے تو بہتر ہے کہ ایک [illegible]
مرحلے ہو جائے یعنی ایک قانون [illegible] تحفظ بے ایمانی
کا مسودہ ہم بنائے دیتے ہیں حکومت اسے منظور کرکے
[illegible] صاحب
[illegible] (اصلاحات) کے فضل سے حکومت کسی
کونسل یا اسمبلی کی محتاج نہیں جب چاہے [illegible]
کی [illegible] تلوار کے بھروسے اپنی بات تسلیم کرائے
بے ایمانی کا تحفظ نہایت ضروری ہے [illegible]
اسی پر سلطنتیں قائم ہیں جب بے ایمانی میں [illegible]
کی [illegible] ہو جائے گی تو پھر کوئی [illegible]
ہونے نہ دے۔

بعض کانگریس والے تو کہتے ہیں کہ مسودہ [illegible]
[illegible] تحفظ بے ایمانی کی [illegible]
کا [illegible] سے زیادہ ہے مگر ہم اسکے قائل نہیں۔ اگر
کانگریسیوں کا قول [illegible]
میں اسکی مخالفت نہ کی جاتی [illegible]
میں جا کر [illegible] شریک [illegible] ہوتے۔ [illegible]

کی [illegible] پنجاب میں [illegible] تحفظ [illegible]
کھول کے ادا ہوا ہے۔ [illegible]
جاتی ہیں [illegible]
[illegible] سنانے والے [illegible] سے [illegible]
ہیں۔ [illegible] کی شکست [illegible]
[illegible] اہل پنجاب [illegible] ایمان کی آبرو
رکھی۔ [illegible] شکست تمام ہندوستانیوں کی مگر
تحفظ بے ایمانی۔ تحفظ بے ایمانی تحفظ بے ایمانی۔
یاد رہے [illegible] دوستی و آزادی کی کوئی لہر یورپ کے
سمندر سے اٹھ کے ہندوستان کے ساحل سے
ٹکرانے پائے۔ [illegible] ہے؟

مختصر جواب [illegible]

---

(۲)

معبود عاشق اور پرستار معشوقہ

حضرت شیخ [illegible] جس نے اس
مقدمہ کا فیصلہ کیا اور وہ [illegible] کے حق
میں یہ فیصلہ ہوا تفصیل [illegible] ہے کہ لکھنؤ
میں ایک صاحب کسی [illegible]
[illegible] بیگ [illegible]
[illegible] عاشق [illegible]
[illegible] عشق
[illegible]
[illegible]
عاشق [illegible]

[illegible]
گر جب وہاں سے [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible]
دل [illegible]

[illegible]
[illegible]
جج صاحب [illegible]
ان [illegible]
[illegible] نہیں ہوتا [illegible]
خیالی کی پرستش کرتی ہوں [illegible]
[illegible]
میں [illegible]
کرتی ہوں۔ ظاہر ہے کہ معبود کے ساتھ شادی کرنا
[illegible] صاحب
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] بہشت [illegible]
کے دروازے [illegible] - ہم سے [illegible]
[illegible] جج صاحب کے نزدیک [illegible] ایمان کے
[illegible] کی کیا حقیقت ہے؟ - عاشق [illegible]

ہندوستان میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کورٹ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

عیب اور شیب

یعنی چوری اور برے کام کا گھر چندر مُن

[illegible]

التصرات

[illegible]

الحمد باللہ

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگون کی دھرپد و ہوریان اس کتاب مین انکے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک ستار یا ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر [illegible] کا سرمایہ [illegible] آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایہ [illegible] قیمت پانچ روپیہ۔

محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ